آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب کام دعاؤں کی برکت سے آسان ہو جاتے تھے۔ انہی دعاؤں کے معجزے تھے جو سارے عرب نے دیکھے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جن دعاؤں کا حکم دیتے تھے وہ تب قبول ہونگی اگر دل کی گہرائی سے، سچے دل سے کی جائیں اور دن بھر کا عمل ان دعاؤں کی سچائی پر گواہی دے

پاکستان اور بعض دوسرے ممالک میں آج کل جماعت کو جن حالات کا سامنا ہے ان کے پیش نظر اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِی نُحُورِھِمْ وَ نَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ کی دعا خصوصیت سے بہت کرنی چاہئے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۲۸؍اپریل ۲۰۰۰ء بمطابق ۲۸؍شہادت ۱۳۷۹ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله—

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم— بسم الله الرحمٰن الرحيم —

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين —

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين—

﴿هُوَ الْحَيُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾.

(سورۃ المومن آیت ۶۶)

وہی زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس اُسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے اُسے پکارو۔ کامل تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دعاؤں کا ذکر چل رہا تھا اور ابھی یہ ذکر جاری ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا تو اوڑھنا بچھونا ہی دعائیں تھیں۔ دن رات، اٹھتے بیٹھتے، صبح و شام اتنی دعائیں آپ نے کی ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے کہ سوائے دعا کے زندگی بھر کوئی شغل ہی نہیں تھا مگر شغل تھے بھی، دعاؤں کی برکت سے ہی وہ شغل پورے ہوا کرتے تھے۔ لڑائیاں بھی کیں، بڑے بڑے مجالس میں مضامین بیان فرمائے۔ کثرت کے ساتھ نصیحتیں فرمائیں لیکن ان سب کے پس پشت آپ کی دعائیں تھیں جو کھڑی تھیں اور انہی دعاؤں کے معجزے تھے جو سارے عرب نے دیکھے۔ پس اب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بعض دعائیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں، ان دعاؤں سے پتہ چلتا ہے کہیں کہیں بیچ میں قرآن کریم کے الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں لیکن اس رنگ میں نہیں جس طرح بعینہٖ قرآن کریم میں موجود ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے انہی کی روشنی میں اپنی دعاؤں کو ڈھالا ہے۔

پہلی روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے بخاری کتاب الدعوات سے لی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دن میں سو بار یہ کہا "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ حکومت اُسی کی ہے اور تمام تعریفیں اُسی کے لئے ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے"۔ اصل الفاظ اس کے جو بعضوں کو آسانی سے یاد بھی ہو سکتے ہیں وہ یہ ہیں "مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ . لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ"۔ جس نے سو دفعہ یہ دعا کی اس کے متعلق فرمایا تو اسے دس گردنوں کے (آزاد کرنے کے) برابر (ثواب) ملے گا۔

(بخاری کتاب الدعوات)

اب دس گردنوں کے آزاد کرنے کے برابر ثواب کا جو مضمون ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپ کے عشاق کو غلاموں کو آزاد کرنے کا بہت شوق تھا اور یہ جتنے بھی الزام مغرب کی طرف سے لگائے جا رہے ہیں سب جھوٹے ہیں۔ آپ نے تو جو دنیا میں پہلے سے غلام بنائے گئے تھے ان کو آزاد کرنے کے لئے اتنی جدوجہد فرمائی کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے اور وہی سلسلہ اگر مسلمانوں میں چلتا تو دنیا سے غلامی نابود ہو چکی ہوتی۔ لیکن آج کل کی قوموں کا یہ حال ہے کہ غلام بنائے ہوئے ہیں۔ جو پہلے غلام تھے وہ انفرادی غلام تھے اب پوری کی پوری قومیں غلام ہیں اور دور بیٹھے ان کی غلامی کے سلسلہ کو بڑھائے چلے جا رہے ہیں۔ کوئی دنیا میں پتہ بھی ان کی رضا کے بغیر نہیں ہلتا ان معنوں میں کہ خدا بنے ہوئے ہیں اور کہتے یہ ہیں کہ ہماری رضا کے سوا پتہ بھی نہیں ہلنا چاہئے۔ کہیں دنیا کے کونے میں کچھ ہو جائے وہیں ان پر نظر ہوتی ہے اور آدمی حیران رہ جاتا ہے کہ کس قدر ان کو غلام بنانے کی عادت ہے۔ مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تو غلاموں کو آزاد کرنے کے لئے آئے تھے۔

فرمایا "اس کی ایک سو نیکیاں لکھ لی جائیں گی اور ایک سو برائیاں مٹا دی جائیں گی اور اس دن شیطان سے اُسے ایک پناہ حاصل ہو گی یہاں تک کہ شام ہو جائے"۔ یہ دن کی دعائیں ہیں جو شام تک اسی طرح چلتی ہیں "اور کوئی شخص اس سے بہتر اعمال کے ساتھ حاضر نہیں ہوگا جن کے ساتھ یہ حاضر ہوگا سوائے اس کے کہ کوئی شخص اس سے زیادہ عمل بجا لائے"۔ اب "سوائے اس کے" میں کون مراد ہو سکتا ہے۔ بہت سے ہیں جو درجہ بدرجہ مراد ہو سکتے ہیں۔ مگر میرے نزدیک تو اس میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی مراد ہیں کیونکہ یہ سب کو دعا سکھا کر قربِ الٰہی کا ایک طریقہ سمجھایا اور پھر یہ متنبہ کر دیا کہ ہاں ایسا شخص ہو سکتا ہے جو عمل میں تم سب سے بہت زیادہ ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی انکساری کا طریق یہ تھا کہ اپنا ذکر الفاظ میں چھپا کر کیا کرتے تھے۔ پس میرے نزدیک یہاں بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا خود اپنے بارے میں ذکر ہے۔

ایک دوسری حدیث سنن ابی داؤد کتاب الادب سے لی گئی ہے عَنْ اَبِی هُرَيرة اَنَّ اَبَابَکر الصِّدِّيق رضی الله عنه قال يا رسول اللّٰه مُرْنِی بِكَلِمَاتٍ اَقُوْلُهُنَّ اِذَا اَصْبَحْتُ وَاِذَا اَمْسَيْتُ ۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ! مجھے کچھ ایسے کلمات پڑھنے کا حکم دیں جو میں صبح بھی پڑھوں اور شام بھی پڑھوں۔ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دعا کیا کرو۔ اے اللہ جو زمین و آسمان کو پیدا کرنے والا ہے غیب اور حاضر کو جانتا ہے۔ ہر چیز کا ربّ اور اس کا مالک ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ میں اپنے نفس کے شر، شیطان کے شر اور اس کی مشرکانہ باتوں کے شرّ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

"ہر چیز کا رب اور اس کا مالک ہے"۔ یہ دو طرفہ مضمون ہے جو مالک ہو اس کی ذمہ داری ہے کہ ربوبیت بھی کرے اور اس سے تمام بنی نوع انسان کو یہ سبق سیکھنا چاہئے کہ جہاں رب بنتے ہیں، جہاں مالک بنتے ہیں وہاں ربوبیت بھی کرو اور اگر ربوبیت کرتے ہو تو مالک بنو گے ورنہ نہیں۔ تو یہ دو طرفہ مضمون ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دعا جب تم صبح کرو اس وقت کرو اور جب شام ہو اس وقت کرو۔ "جب صبح کرو" یعنی جب تمہاری صبح ہو اس وقت بھی یہ دعا کیا کرو اور جب شام ہو پھر اس وقت بھی یہ دعا کیا کرو اور جب اپنے بستر پر لیٹو اس وقت بھی یہ دعا کیا کرو۔

ایک حدیث ابوداؤد کتاب الادب سے لی گئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا "تم سورۃ اخلاص اور بعد کی دو سورتیں صبح و شام تین بار پڑھا کرو۔ یہ ذکر تجھے ہر چیز سے بے نیاز کر دے گا یعنی اللہ تعالیٰ تمہاری تمام ضرورتوں کا متکفل ہو جائے گا"۔ اب اس میں تین سورتوں، قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ کا ذکر ہے اور یہاں تین مرتبہ فرمایا ہے، تین مرتبہ پڑھا کرو۔ تو جن لوگوں کے لئے لمبی دعائیں کرنا مشکل نہ ہو ان کو بھی چھوٹی چھوٹی دعائیں بھی سمجھا دی تھیں تا کہ ان دعاؤں کے ذریعہ سے وہ اعلیٰ درجات حاصل کریں۔

اب دیکھیں سو دفعہ یا تین سو دفعہ نہیں بلکہ تین دفعہ فرمایا ہے۔ تین دفعہ صبح بھی پڑھو اور شام کو بھی پڑھو لیکن ان تین دفعہ پڑھنے کے نتیجے میں تم اللہ تعالیٰ کی پناہ میں رہو گے اور پناہ میں آ جاؤ گے کیونکہ یہ تینوں دعائیں شیطان کے شر سے بچنے کے لئے اور اس کے اثرات سے بچنے کے لئے ہیں۔ پس یہ مطلب نہیں ہے کہ منہ سے نکال دو یہ دعائیں اور وہی بات پوری ہو جائے گی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جو دعائیں کرنے کا حکم دیتے ہیں وہ تب مقبول ہوتی ہیں جب دل سے کی جائیں اور عمل سے بھی کی جائیں۔ تو بظاہر چھوٹی سی بات ہے تین دفعہ یہ دعائیں پڑھنا لیکن سارا دن کا عمل ان کی سچائی کو ثابت کرے گا اور سارے دن کا عمل ان کو جھٹلا بھی سکتا ہے۔ پس اگر یہ دعائیں کرو تو اللہ تعالیٰ ہر دوسری چیز کی ضرورت سے تمہارا متکفل ہو جائے گا۔ جن لوگوں کو دنیا کی مشکلات میں خدا کی پناہ چاہئے اموال کی کمی ہو، ضرورتیں ہوں، ان سب کے لئے یہی دعا آنحضور ﷺ نے فرمائی۔ یہ کافی ہو جائے گی اگر سچے دل سے کرو گے اور اس میں یہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ تین دفعہ سے مراد یہ نہیں کہ صرف تین دفعہ پہ اکتفا کر جاؤ۔ تین دفعہ کم سے کم طاقت رکھنے والے انسان کے لئے ہے جس کو زیادہ کی توفیق ملے اس کو سارا دن یہ دعائیں کرنے کی توفیق ملے تو وہ سارا دن بھی کر سکتا ہے۔ چھوٹی سی دعائیں ہیں اور ان کا دائرہ بہت وسیع ہے۔

ایک مسلم کتاب الذکر والدعاء والتوبہ والاستغفار سے حدیث لی گئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب شام ہوتی تو یہ دعا کرتے اے اللہ میں تجھ سے اس رات کی بھلائی مانگتا ہوں اور اس رات کے شر سے اور اس کے بعد کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ میں سستی اور کبر کی برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ میں آگ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

"رات کے شر سے اور اس کے بعد کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔ رات کے شر میں موت بھی واقع ہو جاتی ہے اور اس شر میں وہ بات شامل ہے جیسا کہ آگے ایک حدیث میں اس کا ذکر ملے گا۔ پھر "سستی سے اور کبر کی برائی سے"، سارا دن کام کرنے کے بعد انسان اپنا جائزہ لے سکتا ہے کہ میں نے کن معاملات میں سستی کی، کن موقعوں کو کھو دیا۔ تو جب یہ دعائیں کرے گا تو پھر اس کو توفیق ملے گی کہ آئندہ اس سستی سے بچے اور کبر کے لئے فرمایا کہ جو سمجھتا ہے کہ میں نے سستی نہیں کی اور بہت اچھا صرف ہوا، بہت بڑا کام کیا، اس کے دل میں تکبر پیدا ہو سکتا ہے تو اس کو بھی خدا کے حضور جھکنے کی نصیحت فرمائی گئی ہے کہ تم اپنی بڑائی نہ سمجھنا جو کچھ پایا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے پایا ہے۔

آخر پہ ہے "اے اللہ میں آگ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔ قبر کے عذاب سے متعلق آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بہت تاکید فرمائی ہے اور قبر میں سمجھتا ہوں ایک دنیا کی بھی قبر ہے اور وہی قبر جو ہے وہ منتقل ہو جائے گی دوسری دنیا کی قبر میں۔ بہت سے انسان اپنی قبروں میں سوئے پڑے ہیں اور ان کو عذاب تو ہو رہا ہے لیکن ان کو اس وقت محسوس نہیں ہو رہا، جب وہ مریں گے تو اس قبر سے جس سے واپس آنا ممکن نہیں اس میں وہ محسوس کریں گے کہ زندگی بھر ہم نے اسی قبر میں گزاری تھی لیکن اس کے عذاب کو محسوس نہیں کیا یا بعض کرتے بھی ہونگے تو چھپا کے کرتے ہونگے۔ سینہ کو غیروں سے چھپا کر اسی قبر میں جلتے بھی رہتے ہیں۔ ایسے بہت سے واقعات ہمارے سامنے آتے رہتے ہیں جن کو ہم خود سمجھتے ہیں کہ وہ اپنے سینوں کی قبروں میں جل رہے ہوتے ہیں اس لئے قبر کے عذاب سے پناہ کی دعا میں بہت اہتمام کرنا چاہئے۔ ہمیشہ قبر کے عذاب سے خواہ وہ زندگی کی قبر ہو یا مرنے کے بعد کی اس کے عذاب سے پناہ مانگنی چاہئے۔

پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق حضرت حذیفہؓ بن یمان بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ جب سونے کے لئے بستر پر تشریف لاتے تو یہ دعا پڑھتے۔ میں تیرے نام ہی سے مرتا ہوں اور تیرے نام کے ساتھ ہی زندہ ہوتا ہوں اور جب اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کر دیا اور اسی کی طرف ہمارا اٹھایا جانا ہے۔

ایک بخاری کتاب الدعوات سے حدیث لی گئی ہے۔ براء بن عازب بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: جب تُو اپنے بستر کا قصد کرے تو یہ دعا پڑھا کر: اے اللہ! میں اپنے آپ کو تیرے حوالے کرتا ہوں۔ اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کرتا ہوں، تیری طرف اپنا رُخ کرتا ہوں اور رغبت اور خوف کی حالت میں تیرا ہی سہارا ڈھونڈتا ہوں۔ تیری مشیت کے خلاف کوئی پناہ یا نجات نہیں مل سکتی۔ اس کتاب پر جو تُو نے اتاری ہے ایمان لاتا ہوں اور اس نبی پر بھی ایمان لاتا ہوں جسے تُو نے بھیجا۔ پھر حضور نے فرمایا کہ اس دعا کی حالت میں اگر نیند میں ہی موت بھی واقع ہو جائے تو پھر تو گویا فطرت پر مرے گا۔

فطرت پر مرنے سے مراد یہ ہے کہ اس دعا کے ذریعہ سب گناہ معاف ہو جائیں گے اور نوزائیدہ بچہ جس طرح مرتا ہے اس طرح تو پاک وصاف مرے گا۔

ایک حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بخاری کتاب الدعوات میں روایت ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے بستر پر آئے تو پہلے لحاف کو اندر کی جانب سے اچھی طرح جھاڑ لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے بعد اس میں کیا چیز آ گئی ہے۔

یہ دیکھیں کتنا خیال ہے اپنی امت کا آدمی حیران رہ جاتا ہے چھوٹی چھوٹی نصیحتیں ہیں بڑے بڑے فوائد ہیں۔ بعض دفعہ بستروں میں سانپ گھس جاتے ہیں اور خاص طور پر سندھ میں میں نے یہ تجربہ کر کے دیکھا ہے کہ وہاں بہت ہی ضروری ہے کہ اپنے بستر کو جھاڑا جائے کیونکہ بعض دفعہ بچھو گھس جاتے ہیں بعض دفعہ سانپ گھس جاتے ہیں اور یہاں بھی اسلام آباد میں بعض دفعہ مکڑیاں بستر میں گھسی ہوئی ہوتی ہیں۔ اس حدیث کی برکت سے میں ان سے بچتا ہوں۔ جب لحاف اٹھا کے دیکھتا ہوں تو اس وقت چلتے پھرتے جانور نظر آ جاتے ہیں۔ تو آنحضور ﷺ کے فرمودات دن رات ہماری حفاظت کر رہے ہیں۔ کوئی لمحہ نہیں جب حضور ﷺ کو اپنی امت کی فکر نہ ہو، ہر پہلو سے ہر بات بیان فرما دی۔ دن رات درود بھیجیں آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر تو اس کا بدلہ نہیں اتر سکتا۔ اللہ ہی ہے جو آپ پر رحمتیں فرمائے اتنی کہ بے حساب۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود بھیجنے کی جو تاکید فرمائی ہے یونہی نہیں بہت گہری حکمتیں ہیں اس میں۔

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سہیل نے کہا کہ ہم میں سے کوئی اگر سونے کا ارادہ کرے تو ابو صالح اسے حکم دیتے ہیں کہ اپنے دائیں پہلو پر لیٹے پھر یہ دعا پڑھے: اے اللہ! اے آسمانوں اور زمین کے رب اور عرش عظیم کے رب جو ہمارا اور ہر چیز کا رب ہے۔ اے دانے اور گٹھلی کے پھاڑنے والے اور تورات اور انجیل اور فرقان کے نازل کرنے والے میں ہر اس چیز سے تیری پناہ چاہتا ہوں جس کی چوٹی کو تو پکڑے ہوئے ہے۔ اے اللہ تو اول ہے تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں۔ اور تو آخر ہے تیرے بعد کوئی چیز نہیں۔ اور تو ظاہر ہے اور تجھ سے اوپر کوئی چیز نہیں۔ اور تو باطن ہے اور تجھ سے مخفی تر بھی کوئی چیز نہیں۔ ہماری طرف سے ہمارا قرض چکا دے اور ہمیں فقر سے مستغنی کر دے۔ اور یہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے سے حضرت سہیل بیان کیا کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تک اس روایت کو پہنچایا کرتے تھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنن ابن ماجہ میں کتاب الدعاء میں مروی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم صبح اٹھو تو یہ دعا کیا کرو کہ اے اللہ! تیری ہی توفیق سے ہم نے صبح کی اور تیری ہی توفیق سے ہم نے شام کی اور تیرے ذریعہ ہی ہم زندہ رہتے ہیں اور تیرے ذریعہ ہی ہم مرتے ہیں اور تیری طرف ہی ہم نے زندہ ہونے کے بعد اٹھ کر آنا ہے اور جب شام ہوتی تو آپ کہا کرتے تھے اے اللہ! ہم نے تیری توفیق کے ساتھ شام کی اور تیری توفیق سے ہم زندگی گزارتے ہیں اور تیرے ذریعہ ہی مرتے ہیں اور تیری طرف ہی واپس لوٹ کر آنا ہے۔

عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا جو شخص رات کو اچانک بیدار ہونے پر یہ دعا پڑھے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اس کی ہے اور حمد کا بھی صرف وہی مستحق ہے اور وہ ہر ایک چیز کے کرنے پر قادر ہے۔ سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ اللہ پاک ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ بہت بڑا ہے اور کسی کو برائی سے بچنے کی طاقت نہیں اور نہ نیکی بجا لانے کی قوت ہے مگر اللہ کے ذریعہ سے۔ پھر یہ دعا کرے کہ اے اللہ مجھے بخش دے یا اس نے کوئی بھی دعا کی تو اس کی دعا قبول

ہو گی۔ اگر وہ اٹھ کر وضو کرے اور نوافل ادا کرے تو اس کی نماز بھی مقبول ہو گی۔

یہاں یہ مراد نہیں ہے کہ جب بھی رات کو اچانک آنکھ کھلے اسی وقت اٹھ کے نوافل پڑھے۔ اس کا ذکر ایک اور حدیث میں بھی ملتا ہے کہ رات کو اٹھتے تھے یہ دعا کرتے تھے اور پھر سو جاتے تھے اور پھر تہجد کے لئے آپ اٹھا کرتے تھے اور پھر یہ دعائیں سب دوہراتے تھے۔ تو اس لئے یہ نہ کوئی سمجھ لے کہ جب بھی رات کو آنکھ کھلے، بعض لوگوں کی تین تین چار چار بار آنکھ کھلتی ہے تو اٹھتے ہی فوراً وضو کیا کریں اور تہجد پڑھا کریں۔ تہجد اپنے وقت پر ہی پڑھی جائے گی۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضورؐ جب تہجد کے لئے کھڑے ہوتے تو یہ دعا کرتے: اے میرے اللہ تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں۔ تُو زمین اور آسمانوں اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اس کا نور ہے۔ تُو زمین و آسمان اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اس کا قَیّم یعنی قائم رکھنے والا ہے۔ تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں۔ تُو حق ہے، تیرا وعدہ اور تیری بات حق ہے، تیری ملاقات حق ہے، جنت اور آگ اور (قیامت کی) گھڑی حق ہے۔ انبیاء حق ہیں اور محمد ﷺ حق ہیں۔ اے اللہ میں تیرا فرمانبردار ہوں اور تجھ پر توکل کرتا ہوں اور تیری ہی طرف جھکتا ہوں۔ اور تیری دی ہوئی قوت سے ہی مخاصمت کرتا ہوں۔ اور تجھ سے ہی فیصلہ چاہتا ہوں۔ میرے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دے۔ میرے ظاہر و باطن کو بھی بخش دے۔ تُو ہی ترقیات بخشنے والا ہے اور تُو ہی محروم کرنے والا ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ (بخاری کتاب الدعوات)

یہ روایت بھی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بخاری ہی میں مروی ہے۔ کیونکہ دونوں صحابی تھے اس لئے رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہنا چاہئے۔ ابن عباس بھی صحابی اور حضرت عباس بھی صحابی۔ روایت ہے کہ مَیں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ساتھ ایک رات حضرت میمونہؓ کے ہاں بسر کی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم رات کو اٹھے اور قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے۔ پھر آپؐ نے چہرہ مبارک اور ہاتھ دھوئے۔ پھر آپؐ سو گئے۔ اس لئے وہ جو پہلی روایت تھی یہ روایت اس کی تشریح کر رہی ہے کہ ہر دفعہ اٹھنے پر تہجد نہیں پڑھا۔ فارغ ہوئے، چہرہ صاف کیا، ہاتھ دھوئے اور پھر سو گئے۔ کچھ دیر کے بعد پھر اٹھے اور مشکیزہ کے پاس تشریف لا کر اس کی رسی کھولی، وضو فرمایا۔ .... راوی بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے: اے اللہ! میرے دل میں نور عطا فرما اور میری آنکھوں میں اور میرے کانوں میں نور عطا فرما۔ میری دائیں طرف اور میری بائیں طرف بھی نور عطا فرما۔ میرے اوپر اور میرے نیچے بھی نور عطا فرما۔ میرے آگے بھی نور عطا فرما اور پیچھے بھی نور عطا فرما۔ مجھے نور ہی نور عطا فرما دے۔

پس آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے گویا مجسم نور کر دیا تھا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں جس طرح بریلوی خیال کرتے ہیں کہ حضور انسان تھے ہی نہیں، جسم ہی نہیں تھا صرف نور تھا۔ سایہ بھی نہیں ہوا کرتا تھا۔ یہ محض آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی پر حکمت باتوں کو نہ سمجھنے کے نتیجہ میں بعد کے جاہل علماء نے باتیں بنائی ہیں۔ آنحضورؐ نور تھے یعنی خدا کا نور تھا جو آپ کے جسم میں گھلا ہوا تھا۔ آپ کے دل پر اس نور کی حکومت تھی۔ آگے پیچھے، دائیں بائیں آپ ہی کا نور چلتا تھا یہاں تک کہ بعض صحابہ کو بھی آپ نے یہ نور عطا فرمایا۔ یعنی آپؐ کی برکت سے صحابہ بھی نور ہو گئے اور رات کو چلتے وقت بعض صحابہ نے یہ عجیب نظارہ دیکھا کہ ان کے پاس کوئی روشنی نہیں تھی لیکن ایک نور تھا جو ان کے چہرہ سے نکل کر آگے پڑ رہا تھا اور وہ اس روشنی میں قدم اٹھا رہے تھے۔ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا نور جیسا کہ قرآن کریم میں سورۃ نور میں ذکر آتا ہے آپؐ کے صحابہ کے گھروں میں بھی روشن ہوا ہے اور مَیں امید رکھتا ہوں کہ اس زمانہ میں بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی کی برکت سے وہی نور دوبارہ ہم سب میں روشن ہو گا۔

پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ایک روایت بخاری کتاب الدعوات میں قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے انس کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اُمّ سلیمؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے عرض کی کہ یہ انس ہے یہ آپ کی خدمت میں رہے گا۔ اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا ”اے اللہ اس کو بہت مال اور اولاد دے۔ اور جو تو نے اسے عطا کیا ہوا ہے اس میں اس کے لئے برکت رکھ دے“۔ تو اپنی خدمت کرنے والوں کے لئے آنحضور ﷺ بہت دعا کیا کرتے تھے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ یہ مسلم سے لی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یوم قریظہ کے دن حسان بن ثابت سے فرمایا مشرکین کی ہجو کرو جبرائیل تمہارے ساتھ ہے۔

اب یہاں ہجو کا مضمون ہے حالانکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوْا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ لیکن یہاں ان کی ہجو ہے جو پہلے ہی خدا تعالیٰ کی ہجو کر رہے تھے۔ خدا اور اس کے پاک بندوں کی ہجو کر رہے تھے تو ان کی ہجو کرنا جائز ہے بلکہ اس کا حکم ہے اور فرمایا کہ جبرائیل تمہاری مدد کرے گا۔

اسی طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی جب دشمنوں کی ہجو کہی ہے یا ہجو کی ہے تو اس حدیث کے تابع کی ہے اس میں کوئی بھی برائی نہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس ہجو میں جبرائیل سے آپ کی مدد فرمائی۔ چنانچہ جیسا کہ اس روایت میں ہے مشرکین کی ہجو کرو جبرائیل تمہارے ساتھ ہے، حضرت حسان جب کفار کے جواب میں ہجویہ اشعار پڑھتے تھے تو حضورؐ ساتھ ساتھ فرماتے تھے میری طرف سے جواب دیتے جاؤ۔ اللہ روح القدس کے ذریعہ تمہاری مدد فرمائے۔

تو اس زمانہ میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آنحضور ﷺ کی طرف سے ہی ہجو کرتے تھے اور وہ جو عیسائیوں نے شور مچایا ہوا ہے وہ ہجو بھی ان کی شرارتوں کی وجہ سے کی گئی ہے اور آنحضورؐ کی طرف سے آپ جواب دیا کرتے تھے اور آپ کی اس دعا کے تابع تھے، اس کے سائے تلے یہ ہجو کیا کرتے تھے کہ خدا تیری روح القدس سے مدد فرمائے۔

ایک روایت ترمذی کتاب الدعوات سے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ آنحضور ﷺ جب کسی مجلس سے اٹھتے تو آپ دعا کرتے اے میرے اللہ! تو ہمیں اپنا خوف عطا کر جسے تو ہمارے گناہوں کے درمیان روک بنا دے اور ہم سے تیری نافرمانی سرزد نہ ہو اور ہمیں اطاعت کا وہ مقام عطا فرما جس کی وجہ سے تو ہمیں جنت میں پہنچا دے اور اتنا یقین بخش کہ جس کی وجہ سے دنیا کے مصائب کو ہم پر آسان کر دے۔ جتنا یقین بڑھے اتنا ہی مصائب آسان ہو جاتے ہیں۔ اے میرے اللہ! ہمیں اپنے کانوں، اپنی آنکھوں اور اپنی طاقتوں سے زندگی بھر صحیح صحیح فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرما اور ہمیں اس کی بھلائی کا وارث بنا۔ اور جو ہم پر ظلم کرے اس سے تو ہمارا انتقام لے۔ جو ہم سے دشمنی رکھتا ہے اس کے برخلاف ہماری مدد فرما۔ اور دین میں کسی ابتلا کے آنے سے بچا اور ایسا کر کہ دنیا ہماری سب سے بڑا غم اور فکر نہ ہو اور نہ دنیا ہمارا مَبْلَغِ عِلْم ہو اور ایسے شخص کو ہم پر مسلط نہ کر جو ہم پر رحم نہ کرے اور مہربانی سے پیش نہ آئے۔

یہ حدیث ریاض الصالحین کتاب الدعوات سے لی گئی ہے۔ عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان کے والد حصین کو یہ دو کلمات سکھائے تھے جس سے وہ دعا کیا کرتے تھے۔ اے اللہ مجھے میری ہدایت کے ذرائع الہام کرا اور میرے نفس کے شر سے مجھے محفوظ رکھ۔

اَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا کا مضمون ہی ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہاں بیان فرمایا ہے۔

ایک حدیث مسلم کتاب الذکر والدعاء سے حضرت سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص بیان کرتے ہیں کہ میں نے خولہ بنت حکیم اَلسُّلَمِيَّة کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو کوئی کسی گھر میں قیام پذیر ہو، پھر اللہ کے کامل کلمات کے ذریعہ ہر اس چیز کے شر سے پناہ مانگے جو اس نے پیدا کی ہے تو اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔ یہاں تک کہ وہ اپنے اس گھر سے رخصت ہو جائے۔

اس کے ترجمہ میں میرا خیال ہے کچھ نقص رہ گیا ہے۔ اصل میں یہاں مسافر کا ذکر چل رہا ہے۔ مَنْ نَزَلَ مَنْزِلًا ثُمَّ قَالَ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ حَتّٰى يَرْتَحِلَ مِنْ مَّنْزِلِهٖ۔ تو صاف نظر آتا ہے کہ یہاں مسافروں کو دعا سکھائی گئی ہے جس منزل پر بھی اتریں وہاں یہ دعا کیا کریں۔ تو ہر منزل کے اپنے اپنے شر ہوتے ہیں۔ ان سے اللہ تعالیٰ اسے بچائے گا اور پھر جب وہ دوبارہ سفر اختیار کریں تو پھر یہی دعا دوہرایا کریں۔ جتنی منزلیں طے کرنی ہیں ہر منزل پر یہی دعا جاری رہے۔

ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی الدعاء۔ حضرت عبداللہ بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ جب کسی لشکر کو روانہ کرتے تو فرماتے: میں اللہ کے پاس تمہارے دین، تمہاری امانتداری اور تمہارے اچھے اعمال کو بطور امانت رکھتا ہوں۔

اب لشکر کو جہاد کے لئے روانہ کر رہے ہیں اور بظاہر یہ انسان سوچتا ہے کہ اللہ تمہیں ہر شر سے بچائے دشمنوں سے مگر جو شہید ہو وہ تو ہر شر سے بچ گیا۔ پس آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ان کو زندگی کی دعائیں نہیں دیا کرتے تھے بلکہ جو امانتیں ان کے سپرد تھیں ان امانتوں کی حفاظت کی ذمہ داری ادا کرنے کی دعا کیا کرتے تھے تاکہ جب وہ جان آفریں کے سپرد اپنی جان کریں تو شہادت کی موت امانت کا بوجھ اٹھائے ہوئے، اس کا حق ادا کرتے ہوئے واقع ہو۔ پس اس پہلو سے یہ حدیث دوبارہ سن کے سمجھیں ”تمہارے دین، تمہاری امانت داری اور تمہارے اچھے اعمال کو بطور امانت رکھتا

ہوں"۔

اب ثبات قدم کے تعلق میں بعض دعائیں۔ مسند احمد بن حنبل میں یہ روایت ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضور ﷺ جب بھی اپنا سر آسمان کی طرف اٹھاتے تو یہ دعا کرتے: اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنی اطاعت پر قائم رکھ۔

پس آنحضور ﷺ جو سب سے زیادہ جن کو ثبات قدم عطا فرمایا گیا تھا آپؐ بھی دعاؤں سے غافل نہیں تھے اور جانتے تھے کہ یہ ثبات قدم اللہ ہی کی وجہ سے مجھے ہے اور وہ لوگ جن کی زندگی الٹتی پلٹتی رہتی ہے کبھی شر سے مارے جاتے ہیں کبھی خیر کے نتیجے میں مارے جاتے ہیں ان کو خصوصیت سے یہ دعا کرتے رہنا چاہئے۔

ایک روایت ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب ما یقول اذا خاف قوماً۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ کو جب کسی دشمن کے حملہ کا ڈر ہوتا تھا تو آپ یہ دعا مانگتے: "اے اللہ ہم تجھے ان کے سینوں میں کرتے ہیں"۔ یعنی تیرا رعب ان کے سینوں میں بھر جائے۔ "اور ہم ان کے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں"۔

یہ بہت ہی ضروری دعا ہے جو آجکل کے حالات میں خصوصاً پاکستان میں جو مظلوم ہیں ان کے حق میں کرنی چاہئے اور میں کبھی بھی اس سے غافل نہیں رہتا اور ہمیشہ اس کا بہت اچھا اثر دیکھا ہے۔ غیر معمولی طور پر اللہ تعالیٰ برکت ڈالتا ہے اور بظاہر جن کے شر سے پناہ کی کوئی صورت نہیں ہوتی جب خدا کو ان کے سینوں میں داخل کریں یعنی خدا کے رعب ان کے سینوں میں بھریں تو پھر بعض دفعہ کایا پلٹ جاتی ہے۔ تو یہ دعا آج کل کے حالات میں خصوصیت سے اہل پاکستان کے مظلوم احمدیوں کے حق میں کرنی چاہئے۔ باقی دنیا میں بھی جو کچھ ہو رہا ہے بنگلہ دیش میں، ہندوستان میں، سب جگہ یہی دعا ہے جو ہماری طرف سے ان کے لئے ایک ڈھال بن جائے گی۔

مسلم کتاب الجہاد میں حضرت عبداللہ بن عوفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے ان دنوں میں جبکہ آپ کو ایک دشمن سے جنگ لڑنا تھی سورج ڈھلنے کا انتظار کیا اور پھر آپ کھڑے ہوئے اور بطور نصیحت فرمایا: اے لوگو! دشمن سے مڈھ بھیڑ کی آرزو نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ سے خیر و عافیت کی دعا مانگو لیکن جب تم کو دشمن کا مقابلہ کرنا ہی پڑے تو صبر کا مظاہرہ کرو اور سمجھ لو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے دعا مانگی۔ اے اللہ! تو کتاب نازل کرنے والا ہے، بادلوں کو چلانے والا ہے، دشمن کی جمعیتوں کو شکست دینے والا ہے سو تو اس دشمن کو شکست دے اور ان کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما۔

اب بادلوں کو چلانے کا اس میں کیا ذکر آیا۔ کتاب نازل ہوتی ہے آسمان سے اور بادل رحمت کی بارشیں بھی برساتے ہیں روحانی طور پر اور دنیاوی طور پر بھی مردہ زمینوں کو زندہ کرنے والے ہیں اور بادلوں میں بجلیاں کڑکتی ہیں اور ان لوگوں کو بھسم کر دیتی ہیں جن کو خدا تعالیٰ کی تقدیر چاہے کہ بھسم کر دے۔ تو اس لئے کوئی کلمہ بھی اپنے مقام سے ہٹا ہوا نہیں۔ کتاب کے نزول کے ساتھ ہی آسمان کی طرف سے بادلوں کا چلنا اور ان کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی روحانی برکتیں اور کتابوں کا نزول ان سب کی طرف حضور کی توجہ ہوئی اور پھر دشمن کو ان بجلیوں سے بھسم کر دے جو آسمان سے تیرے فضل کے اظہار کے لئے نازل ہوا کرتی ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بخاری میں روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی کسی تکلیف کے پہنچنے کی وجہ سے موت کی خواہش نہ کرے اگر بہر حال موت کی تمنا کرنا ہی چاہے تو یہ دعا کرے کہ اے اللہ جب تک میرے لئے زندگی بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور جب میرے لئے موت بہتر ہو تو مجھے موت دے دے۔

پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسلم میں یہ روایت ہے کہ آنحضور ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے خدائے واحد کے سوا کوئی معبود نہیں اس نے اپنے لشکر کو تقویت بخشی اور اپنے بندے کی نصرت فرمائی اور احزاب کو مغلوب کیا۔

پھر بخاری میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ بدر کے روز آنحضور ﷺ جب کہ آپ ایک خیمہ میں موجود تھے آپ یہ دعا کر رہے تھے: "اے اللہ میں تجھے تیرے عہد اور وعدہ کا واسطہ دیتا ہوں، اے اللہ! اگر تو چاہے تو آج کے بعد تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔

یعنی عبادت کا معراج آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تھے اور وہ آپؐ کے صحابہ تھے۔ اگر وہ مٹ جاتے تو عبادت کا مضمون ہی دنیا سے غائب ہو جاتا۔ یہ ایک امکان کی بات نہیں یہ دعا کرنے کا ایک گر ہے، التجا کا ایک طریقہ ہے جو سب سے زیادہ مسلمانوں کو جنگ بدر میں بچانے کا موجب بنا۔

یہ خیمہ میں آنحضورؐ دعا کر رہے تھے اور شدتِ گریہ سے چادر سر سے اترتی جاتی تھی اور حضرت ابو بکر چادر کو پھر سیدھا کر دیتے تھے، اوپر رکھ دیتے تھے۔ آخر انہوں نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! اب بس کیجئے، آپ نے اللہ کے حضور بہت عاجزانہ تضرعات کر لی ہیں۔ حضور اس وقت زرہ پہنے ہوئے تھے اسی حالت میں خیمہ سے باہر آئے اور فرمایا جمعیتیں شکست کھائیں گی اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلیں گی بلکہ ساعت ان کے وعدہ کی گھڑی ہے اور ساعت بہت ہلاکت خیز اور تلخ ہے۔ یہ وہ پیشگوئی تھی جو آنحضور ﷺ نے اس وقت فرمائی اور بعینہٖ لفظاً لفظاً پوری ہوئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس پڑھ کر میں اب اس خطاب کو ختم کرتا ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "انسان کو مشکلات کے وقت اگرچہ اضطراب ہوتا ہے مگر چاہئے کہ توکل کو کبھی ہاتھ سے نہ دے۔ آنحضرت ﷺ کو بھی بدر کے موقع پر سخت اضطراب ہوا تھا چنانچہ عرض کرتے تھے یَا رَبِّ اِنْ اَهْلَكْتَ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ فَلَنْ تُعْبَدَ فِي الْاَرْضِ اَبَدًا ۔ مگر آپؐ کا اضطراب فقط بشری تقاضا سے تھا کیونکہ دوسری طرف توکل کو آپ نے ہرگز ہاتھ سے نہیں جانے دیا تھا۔ آسمان کی طرف نظر تھی اور یقین تھا کہ خدا تعالیٰ مجھے ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ یاس کو قریب نہیں آنے دیا تھا۔ ایسے اضطرابوں کا آنا تو انسانی اخلاق اور مدارج کی تکمیل کے واسطے ضروری ہے مگر انسان کو چاہئے کہ یاس کو پاس نہ آنے دے کیونکہ یاس تو کفار کی صفت ہے۔ انسان کو طرح طرح کے خیالات اضطراب کا وسوسہ ڈالتے ہیں مگر ایمان ان وساوس کو دور کر دیتا ہے۔ بشریت اضطراب خریدتی ہے اور ایمان اس کو دفع کر دیتا ہے"۔ (ملفوظات جلد سوم جدید ایڈیشن صفحہ ۱۴۳)